ماہنامہ

انصاراللہ

ربوہ

نومبر ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر ـــــ نصراللہ خاں ناصر

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی

اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبّت

آپؐ کی عبادات میں محویت و عشق کا رنگ

نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

(۴)

؎ "کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں"

عبادت کے محرکات :-

عبادت کے لئے کیا چیز تحریک پیدا کرتی ہے۔ اور کیا جذبہ انسانی فطرت کو عبودیت کی طرف لاتا ہے۔ اس محرک کے علم سے ہی عبادت کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔

۱۔ ایک محرک انسانی فکر اور عقل وخرد ہے جو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ کائنات کا ضرور کوئی خالق و مالک ہونا چاہیئے۔ اور یہ سوچ بھی ابھرتی ہے کہ کیا خالق نے پیدا کرکے مخلوق کو یونہی چھوڑ دیا۔ یا کوئی تعلق بھی رکھا۔ اور کیا یہ ضروری ہے کہ اسے تلاش کریں اور اس کے ساتھ ناطہ قائم رکھیں۔ مفکرین نے ان سوالات پر عقلی گھوڑے دوڑائے مگر کوئی بھی "دانشور" آخری نتیجہ پر نہ پہنچ سکا اور خود اس کی قوتِ فکر یہ متذبذب رہی۔ بعض نے صانع اور خالق سے انکار کیا۔ چنانچہ اس خیال پر خود اہلِ دانش نے اتفاق نہ کیا۔ تاہم اس سوچ نے عبادت کو عبث قرار دیا۔ "عقل صحیح" نے اس حسین کائنات کا ایک خالق ضرور مان لیا۔ اور از خود وجود میں آنے کے تصور کو باطل قرار دیا مگر خالق کی اس تخلیق کے بعد مخلوق سے اس کا رشتہ قائم رکھنے کا تصور نہ دیا۔ چنانچہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو قانونِ فطرت کے سپرد کر دیا۔ اس صورت میں بھی ایک لائقِ عبادت ہستی کی عبادت بے معنی ٹھہری۔ انہوں نے تو فطرت کو سمجھنے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کو ہی عبادت سمجھ لیا۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور طبقہ نے عبادت کی ضرورت کو تو محسوس کیا کیونکہ فطرتاً خدا تعالیٰ کی جستجو کا جذبہ صرف "چاہیئے" پر نہیں ٹھہرتا۔ اسے یقین کا مقام چاہیئے۔ یہ جذبہ قدرے عبادت کی ترغیب دیتا ہے

۲۔ عبادت کے لئے تحریک کا موجب دنیا سے بے رغبتی یا امورِ دنیا میں ناکامی، بے بسی اور دُکھ کا سامنا بھی ہے۔ اس سے درد جنم لیتا ہے۔ اور یہ ابتلاء و آزمائش اور اس سے پیدا ہونے والا یہ درد اسے خالق کے پکارنے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر عبادت کا یہ محرک بھی ناکافی ہے۔

۳۔ عبادت کی رغبت اور تحریک پیدا کرنے والا اہم ترین محرک محبت ہے۔ محبت کی راہ گذر فدائیت ہے۔ جو یقین سے آگے لقاء کا مقام دیتی ہے۔ اور یہ محبت کی آگ ہی انسان کی خطاؤں کے خس و خاشاک کو جلا ڈالتی ہے۔ دراصل یہی محبت ہی عبادت کا حقیقی محرک ہے۔

عبادت اور محبت:- عبادت کے لئے محبت تو ضروری ٹھہری لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبت کی کیا وجوہ ہیں۔ جس سے عبادت میں فدائیت کا رنگ پیدا ہو۔ یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ دو اوصاف حُسن اور احسان ہیں جو باعثِ کشش ہیں۔ اگر ظاہری حُسن پر قلبِ انسانی بے قابو اور بے اختیار ہو جاتا ہے تو باطنی حُسن یعنی "احسان" فدائیت کا موجب بنتا ہے۔ بادِ صبا، کلیوں کا چٹکنا، پھولوں کا رنگ و بُو، چاند کی ٹھنڈی روشنی، ستاروں کی ٹمٹماہٹ، سورج کی سنہری کرنیں، چشموں، دریاؤں اور سمندروں کی جولانیاں، خوش رنگ طیور، چرند و پرند، حیوانات و نباتات اور سب سے بڑھ کر خلقِ احسن اس کائنات کا منظر ہیں۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اسی حسن کائنات کے بارہ میں فرمایا ہے ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ تھا اس میں نشاں کچھ کچھ جمالِ یار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشم مستِ ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

(روحانی خزائن جلد ۲ ص۴)

تو یہ سب حسن اس ذات اللہ العالمین کے حسن کا پر تو ہیں اور اس حسن کی تخلیق اس احسان کو پیش کرتی ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ کا لازوال حسن ہے۔

حسن و احسان میں حکمت:-

یہ بھی غور طلب بات ہے کہ رب کریم کے حسن و احسان کی کیا حکمتیں ہیں۔ معمولی عقل و دانش رکھنے والا بلکہ ہستی باری تعالیٰ کا منکر بھی ایک سوچ میں پڑ جاتا ہے اور جب اس رُخ پر اپنی فکر کو دوڑاتا ہے تو وہ ہر مخلوق کو اس کے زیر بار احسان سمجھتا ہے۔ اور احسانات بھی وہ جن کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس انتہا درجہ کے حسن اور احسان میں حکمت یہ نظر آتی ہے۔ کہ انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو سامنے رکھے اور انتہا درجہ کی محبت اسی کے لئے پیدا ہو۔ جو وہ اس کی صفات کے ہم رنگ ہو کر اسی کے پاک وجود میں اپنے تئیں فنا کرے۔ یہیں سے انتہا درجہ کی محبت کا وہ مضمون سامنے آتا ہے۔ جو عبادت کے لئے ایک صاحبِ معرفت کو مرغ بسمل کی طرح آستانۂ الوہیت پر لا ڈالتا ہے۔ اور یہی وہ عاشقانہ رنگ ہے جس کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سرگرداں رہے اور حرا کی تاریکیوں میں اس کامل نور کو پایا۔ جسے قرآن کریم نے یوں بیان کیا۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (سورۃ الضحیٰ آیت ۸)

کہ ہم نے تجھے اپنے عشق میں سرگرداں پایا۔ پس تجھے (اپنے ملنے کے لئے) راستہ بتایا اور اپنی محبت عطا کی اور پھر اس محبت کا آپؐ کی قوم نے مشاہدہ کیا تو بے اختیار پکار اٹھی۔ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) تو اپنے رب پر عاشق ہو گئے۔

یہ وہ عشق و محبت ہے جس نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عبادت کو فدائیت کا رنگ دیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس حقیقتِ عشق کو یوں بیان فرماتے ہیں:-

کس بہرِ کسے سر ندہد جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصدق کناند

عشق است کہ در آتشِ سوزاں بنشاند
عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند

بے عشق دلے پاک شود من نہ پذیرم
عشق است کزیں دام بیک دم بِرہاند

(درثمین فارسی صـ۲۲۵)

کوئی کسی کے لئے سر نہیں دیتا نہ جان قربان کرتا ہے۔ عشق ہی ہے کہ یہ کام پوری وفاداری سے کراتا ہے۔
عشق ہی ہے جو جلتی ہوئی آگ پر اسے بٹھاتا ہے۔ عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر (آدمی کو) تڑپاتا ہے۔
عشق کے بغیر دل پاک ہو جائے میں اسے قبول نہیں کرتا۔ عشق جو اس دام سے یکدم رہائی دیتا ہے۔
یہ عشق ہی ہے جو اپنا سب کچھ مال، جان، عزت آبرو اللہ تعٰ کی راہ میں قربان کرتا ہے اور عارف باللہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ (کیوں نہیں جو اپنی تمام خواہشات و مرضیات اور طاقتوں کو اللہ تعٰ کے سپرد کر دیتا) اور وہ یہ کام بغیر کسی بدلہ کی خواہش کے کرتا ہے۔ وہ اسی کا ہو جاتا ہے اور اس کے لئے کوئی خوف و حزن نہیں۔
اس حسن کا اعلیٰ اور ارفع وجود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ جنہوں نے اپنا سب کچھ خالق و مالک کی راہ میں تج دیا۔ چنانچہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... فرماتے ہیں۔

"پھر ایک اور مقام میں آپؐ کے الٰہی قرب کی نسبت یوں فرمایا۔ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی لوگوں کو اطلاع دے دے کہ میری یہ حالت ہے کہ میں اپنے وجود سے بالکل کھو گیا ہوں۔ میری تمام عبادتیں خدا کے لئے ہو گئی ہیں ..... یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو

گئے تھے کہ آپؐ کی زندگی کے تمام انفاس اور آپؐ کی موت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو گئی تھی۔ اور آپؐ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا۔ اور آپؐ کی روح خدا کے آستانے پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی ......"

اس محبت کے کیا نتائج ظاہر ہوئے آپ اسی تسلسل میں ہی فرماتے ہیں۔

"اور چونکہ خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلیٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اس پر اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا تھا۔ اور آپؐ کے ذرہ ذرہ اور رگ و ریشہ میں خدا تعالیٰ کی محبت اور خدا تعالیٰ کی عظمت ایسی رچی ہوئی تھی کہ گویا آپؐ کا وجود خدا کی تجلیات کے پورے مشاہدہ کے لئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا تعالیٰ کی محبت کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اول صفحہ ۱۷۵-۱۸۷

بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی .... اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ ۴۲۵)

محبت میں اعلیٰ مقام ـــــ اور حسنِ عبادت:

یہ حقیقت بھی ناقابلِ تردید اور تجربہ شدہ ہے کہ محبت میں عشق میں جتنا بلند مقام اور قرب کا اعلیٰ مقام ہو گا اتنا ہی عبادت میں اعلیٰ درجہ کا حسن پایا جائے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں بلند ترین مقام خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور انبیاء و مرسلین میں فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حاصل تھا۔ آپؐ اپنی عبادات میں سب پر سبقت لے گئے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ .... عشق و محبت کی اس جولانگاہ میں آپؐ کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں۔

؎ سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

ہست درگاہے بزرگش کشتیٔ عالم پناہ
کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

صدرِ بزمِ آسماں و حجت اللہ بر زمیں
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

رُوحِ او در گفتن قولِ بلیٰ اوّل کسے
آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوند یار

(رُوحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ٢٣-٢٤)

ترجمہ: وہ خاصانِ حق کا سردار اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے۔ جس کی رُوح نے معشوق کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے۔

اس کی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے۔ حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آئے بغیر نجات نہیں پا سکتا۔

وہ آسمانی مجلس کا میرِ مجلس اور زمین پر اللہ کی حجت ہے نیز ذاتِ باری تعالیٰ کا عظیم نشان ہے۔

قولِ بلیٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اوّل ہے۔ وہ توحید کا آدم ہے۔ اور آدم سے بھی پہلے یار سے اس کا تعلق ہے۔

ایک شاعر نے اسی عشق و محبت کا کیا خوب نقشہ پیش کیا ہے۔

؎ طریقِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی فرقاں وہی قرآں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا قلبِ مطہر بچپن سے ہی ایمان و عرفان سے بھر دیا گیا تھا۔ اس سے دنیا کی ملونی اور خواہشات نفسانی دھو دی گئی تھیں۔ تاکہ راہِ مولیٰ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ سیر چشمی، طہارتِ نفس، بے نیازی، دیانت و امانت، عفت و حیا آپؐ کے وجود کا امتیاز تھے۔ آپؐ نے اس حسین دلبر اور دلربا، نور الانوار کو پایا تھا۔ وہ حُسن صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ میں آپ کو ملا۔ اس اعلیٰ و ارفع اور اکمل حُسن سے آگہی سے آپؐ عالم محویت میں پہنچے اور اس چہرہ نمائی سے اس کی محبت کے نشہ سے مخمور ہوئے۔ آپؐ کی عبادات کی یہ خصوصیت صرف آپ کا ہی خاصہ تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

؎ اندر آں وقتے کہ دنیا پُر زِ شرک و کفر بُود
ہیچ کس را خُوں نشُد دل جز دلِ آں شہر یار

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگاہ نشُد
ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بُود از عشقِ زار

کس چہ می داند کہ ازاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

نعرہ ہا پُر درد می زد از پئے خلقِ خُدا
شُد تضرّع کارِ اُو پیشِ خُدا لیل و نہار

(رُوحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۴-۲۵)

ترجمہ: ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر و شرک سے بھر گئی سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لئے غمگین نہ ہوا۔

کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا۔ صرف احمدؐ کے دل کو آگاہی ہوئی جو محبت الٰہی سے چُور تھا۔

کون جانتا ہے اور کسے اس آہ و زاری کی خبر ہے جو اس شفیع نے جہان کے لئے غار حرا میں کی۔

خدا کی مخلوق کے لئے دردناک آہیں بھرتا تھا اور خدا کے سامنے دن رات گریہ زاری اس کا کام تھا۔

پس متلاشی حق اور شوقِ لقا رکھنے والے اس مقدس وجود کے ہاتھ کو ربّ کریم نے تھام لیا اور حرا کی پُر درد دعاؤں کے نتیجہ میں اس نے سلیقہ محبت و عشق اور حقیقی عبد سے اس کی صفات کا مظہر بننے کے لئے عبادت کا سب سے اعلیٰ و ارفع طریق نماز کا حکم صادر فرمایا۔ تاکہ اس ذریعہ سے مُحِبّ اپنے محبوب کی صفات قلبِ صافی میں منعکس کرلے۔

(اس معراجِ مومن کی تفصیل آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

پروازِ احمدیّت

سُہانا ہے سماں تازہ جہاں معلوم ہوتے ہیں
بشکلِ نَو زمین و آسماں معلوم ہوتے ہیں

فضا کی خامشی مجھ کو سُناتی ہے عجب نغمے
سناتے ہے مجھ کو میرے ہم زباں معلوم ہوتے ہیں

زہے مٹی مسیحِ پاک کے جس نے قدم چُومے
وہ ذرّے مجھ کو مثلِ کہکشاں معلوم ہوتے ہیں

انہی کے دم سے وابستہ ہے رَو بادِ بہاری کی
تری نظروں میں جو وجہِ خزاں معلوم ہوتے ہیں

دلائل کے لئے تیغیں چلے ہیں سومناتوں کو
کسی "محمود" کے یہ کارواں معلوم ہوتے ہیں

فرشتے کانپتے ہیں دیکھ کر رُعب و جلال اُن کا
جبیں پر جن کی سجدوں کے نشاں معلوم ہوتے ہیں

کھڑے ہیں تان کر سینہ جو بے تیغ و سپر یا رب
تری توحید کے وہ پاسباں معلوم ہوتے ہیں

محبت کا شرر جن میں وہ کیا ہیں پیکرِ خاکی ؟
تڑپتی بجلیوں کے آشیاں معلوم ہوتے ہیں

ٹپکتے ہیں تری آنکھوں سے اَے اسلام جو آنسو
کسی کے درد کے وہ رازداں معلوم ہوتے ہیں

عبدالسلام اسلام

◎

واقفینِ نَو کی تعلیم و تربیت کیلئے کن امور کو مدّنظر رکھنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں: ” ان کی تعلیم کا دائرہ وسیع کرنا چاہیئے، ان کے علم کا دائرہ وسیع کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں قوموں کی تاریخ اور مختلف ممالک کے جغرافیہ کو خصوصیت کے ساتھ انکی تعلیم میں شامل کرنا چاہیئے۔ لیکن تعلیم میں بچے کے طبعی بچپن کے رجحانات کو ضرور پیشِ نظر رکھنا ہو گا۔ اور محض تعلیم میں ایسی سنجیدگی اختیار نہیں کرنی چاہیئے جس سے وہ بچہ یا تو بالکل تعلیم سے بے رغبتی اختیار کر جائے یا دوسرے بچوں سے اپنے آپ کو بالکل الگ شمار کرنے لگے اور اس کا طبعی رابطہ دوسرے بچوں سے منقطع ہو جائے مثلاً بچے کہانیاں بھی پسند کرتے ہیں اور ایک عمر میں جا کر ان کو ناولز کے مطالعہ سے بھی دُور نہیں رکھنا چاہیئے لیکن بعض قسم کی لغو کہانیاں جو انسانی طبیعت پر گندے اور گہرے بداثرات چھوڑتی ہیں ان سے ان کو بچانا چاہیئے۔ بعض بچے جاسوسی کہانیوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں...... اس قسم کی جاسوسی کہانیاں بچوں کو ضرور پڑھائی جائیں۔ جن سے استدلال کی قوتیں تیز ہوں لیکن احمقانہ جاسوسی کہانیاں تو استدلال کی قوتوں کو پہلے سے تیز کرنے کی بجائے ماؤف کرتی ہیں۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب....

اخلاص، فدائیت اور صدق و وفا کے پیکر وجود

محترم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب

(دوسری اور آخری قسط)

"ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے۔ کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں۔" (المصلح الموعود)

حضرت ڈاکٹر صاحب بہت بڑے داعی الی اللہ تھے۔ دعوت الی اللہ کے لئے آپ کے دل میں بڑی تڑپ تھی۔ آپ ملازمت کے دوران جہاں بھی گئے وہاں ایک داعی الی اللہ بن کر کام کیا۔ آپ نے نہایت صدق اور اخلاص سے خلق خدا کی خدمت کی اور دین کے لئے ہر تحریک میں حصہ لیا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی فرماتے ہیں:

"صادق اور رشید ڈاکٹر نے ہر مرحلہ اپنے ایمان کا عملی ثبوت دیا۔ حضرت مسیح موعود......... نے جب کوئی تحریک فرمائی خواہ پرائیویٹ طور پر یا عام جماعت کو خطاب کر کے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس میں ہمیشہ مسابقت الی الخیرات کی۔ سلسلہ کے لئے ہر تحریک میں عملاً فوراً حصہ لیتے تھے۔ اخبار نویس ہونے کے باعث ڈاکٹر صاحب سے اخبار کی خریداری وغیرہ کے لئے واسطہ پڑتا تھا وہ ہمیشہ اخبار کی دوگنی قیمت دیا کرتے تھے اور کبھی ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی وی پی واپس نہ کیا اور دفتر "الحکم" سے نکلنے والی ہر کتاب کی پانچ یا دس جلدیں جس قدر ہی کہہ دوں خرید لیا کرتے تھے۔ ایک عام اجازت مجھے دے رکھی تھی کہ لکھ کر دریافت کرنے کی ضرورت نہیں وی پی کر دیا کرو۔ اس سے ان کی وسعت قلب اور جوش اشاعت کا معمولی سا اندازہ ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

اُس کا نُور ہر زمانہ میں موجود ہے

"ہم کس زبان سے خدا کا شکر ادا کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کیلئے آفتاب ہے جیسے اجسام کیلئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت میں ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا۔ جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے۔ کیونکہ اس کا نُور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے۔ اور اسکی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔ کون صدقِ دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نُور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحتِ نیّت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کیلئے کھولا نہ گیا۔ لیکن افسوس! کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نُور ان کے اندر داخل ہو۔"

رُوحانی خزائن

جلد ۲۳

صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۳

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ سے عشق

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں:-

''حضرت ڈاکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعود مہدی معہود... سے محبت و عشق تھا اور حضرت مسیح موعود... بھی آپکو نہایت ہی محبت اور پیار سے دیکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود... کے ارادوں' عزائم اور ضروریات پر ڈاکٹر صاحب کو بعض اوقات صدہا نہیں ہزاروں کوس کے فاصلے پر علم ہو جاتا تھا جس کا حضرت مسیح موعود..... نے اپنی بعض چٹھیوں میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ معمولی امر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی روح کو حضرت مسیح موعود...... کے ساتھ کس شدت سے مناسبت تھی۔ ------------

------------ بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ حضرت مسیح موعود...... ڈاکٹر صاحب سے بعض اوقات وہ راز کی باتیں کر لیتے تھے جو دوسروں کے وہم میں بھی نہیں آسکتی تھیں'' (الفضل ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

حضرت ڈاکٹر صاحب کی عادت تھی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی حضرت اقدس کی خدمت میں بغرض دعا و مشورہ عرض کرتے۔ چنانچہ خاکسار کے والد محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب مرحوم کی پیدائش سے قبل حضرت ڈاکٹر صاحب نے حضور کی خدمت میں ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو عریضہ لکھا کہ

حضرت مولانا و سیدنا و مرشدنا حضرت اقدس مسیح موعود....... السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

> عرض پرداز ہوں کہ میری اہلیہ کو وضع حمل عنقریب ہونے والا ہے اور چونکہ میں یہ رخصت ختم ہونے پر انشاء اللہ چلا جاؤں گا تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد وہ اپنی والدہ کے گھر قیام کرے۔ اگر حضور اجازت دیں تو آج بعد نماز جمعہ برادرم فیض علی والے مکان میں چلے جاویں.......
>
> آگے جو حضور کی مرضی۔ مرضی مولی از ہمہ اولیٰ۔ والسلام۔ خاکسار۔ رشیدالدین''

کوئی جلسہ ہو یا حضور کا پیغام ملے فوراً کھنچے چلے آتے تھے۔ ایک تحریر میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ:

''دریائے گومتی کے کنارے جنگل میں بچے اکیلے چھوڑ کر خدا تعالیٰ نے قادیان میں آنے کی توفیق عطا فرمائی''

حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر کا بیان ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے حضرت مسیح موعود...... کا اتنا تعلق تھا کہ ڈاکٹر فیض علی صاحب کی ہمشیرہ حضرت مراد خاتون صاحبہ سے شادی کا پیغام حضرت ڈاکٹر صاحب کے لئے حضرت مسیح موعود...... کی تحریر لے کر حضرت میر ناصر نواب صاحب...... تشریف لائے کہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت چونکہ شرمیلی ہے اس لئے حضور نے ان کو رقعہ دے کر بھجوایا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی بڑی بیوی عمدہ بیگم تھیں جن کے بطن سے حضرت ام ناصر...... پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح پاک...... سے محترم ڈاکٹر صاحب کا دلی تعلق اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضور...... نے اپنی بہو بنانے کے لئے ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی کو پسند کیا۔ حضرت مسیح موعود.... فرماتے تھے کہ بچوں کی شادی نوجوانی کی عمر کو پہنچتے ہی کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی عمر ابھی تیرہ برس کی تھی کہ آپ نے ۱۹۰۲ء میں حضرت ڈاکٹر رشیدالدین صاحب کو تحریک فرمائی کہ اپنی بڑی صاحبزادی رشیدہ بیگم کا رشتہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے کرنے کے بارہ میں غور کریں۔ (جن کا نام حضرت اماں جان نے محمودہ بیگم رکھا تھا جو بعد ازاں حضرت ام ناصر کے نام سے معروف ہوئیں۔) حضرت اقدس نے ڈاکٹر صاحب کو تحریر فرمایا۔

"اس رشتہ پر محمود راضی معلوم ہوتا ہے اور گو الہامی طور پر اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں جس کے معلوم ہونے کے بارے میں مجھے خواہش ہے تاکہ کوئی کام ہمارا مرضی الٰہی کے خلاف نہ ہو۔ مگر محمود کی رضامندی ایک دلیل اس بات پر ہے کہ یہ امر غالباً واللہ اعلم جناب الٰہی کی رضامندی کے موافق انشاء اللہ ہوگا"

چنانچہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب...... نے رڑکی جہاں حضرت ڈاکٹر صاحب متعین تھے۔ ۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک ہزار روپیہ حق مہر پر نکاح پڑھایا۔ بارات کی واپسی ۵ر اکتوبر کو ہوئی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب.... نے تقریب نکاح پر حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور ڈاکٹر صاحب کے اخلاص کی تعریف کی۔ حضرت مسیح موعود...... نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اخلاص دیا ہے ان میں اہلیت اور زیرکی بہت ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں نور فراست بھی ہے" (الحکم ۱۰۔ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

"رخصتانہ کی تقریب اکتوبر ۱۹۰۳ء کے دوسرے ہفتہ آگرہ میں منعقد ہوئی جہاں ان دنوں ڈاکٹر صاحب کالج

میں بطور پروفیسر متعین تھے۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۳ء کو بارات واپس قادیان پہنچی۔ اگلے روز حضور کے گھر سے اس خوشی میں بتاشے تقسیم کئے گئے"

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی محمودہ بیگم کو اللہ تعالیٰ نے "خواتین مبارکہ" کی مصداق ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ کتنی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ خُسر امام الزمان مہدی معہود....... خاوند حضرت خلیفہ المسیح الثانی المصلح الموعود اور بیٹا نافلۂ موعود اور ناصر دین خلیفہ المسیح الثالث۔ باپ کی طرح بیٹی بھی نیک سیرت، سلسلہ اور دین کی خاطر قربانی کی روح رکھنے والی جس کی گواہی حضرت مصلح موعود....... نے خود دی۔ روزنامہ "الفضل" کے اجراء کی ضرورت اور دشواریوں کا ذکر کرکے سیدنا مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"میں بے مال و زر تھا جان حاضر تھی مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو اُبھارے، ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش نہ وہ ممکن تھی اور نہ یہ۔ آخر دل کی بیتابی رنگ لائی، امید بر آنے کی صورت ہوئی خدا نے میری بیوی ام ناصر کے دل میں اس طرح تحریک کی - - - - - - - - - - - - - - - (آپ نے مجھے) اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کرکے اخبار جاری کروں۔ ان میں ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے" (الفضل ۸۔ دسمبر ۱۹۳۹ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود سے تعلق خط و کتابت

ایک مقدمہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود....... اپنے جانثار خادم کو تحریر فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجی اخویم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمکم اللہ السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے دعا کی گئی اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ آمین۔ ان دنوں میں سرکار کی طرف سے میرے پر بشمولیت محمد حسین ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا ہے۔ ایک پیشی ہو گئی ہے اب ۵ ر

جنوری ۱۸۹۸ء مقرر ہے۔ آج کل ایسے نازک مقدمات میں بغیر وکلاء کے کام نہیں چلتا۔ اس لئے میں نے تجویز کی ہے کہ اپنے چند خاص اور مخلص دوستوں سے خرچہ وکلاء مقدمہ کیلئے مدد طلب کی جائے۔ اسی لئے ایسے خوفناک وقت میں آپ کو بھی تکلیف دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص مخلص اور دلی اخلاص اور محبت سے معمور ہیں۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۷ء

پھر حضرت اقدس اپنے اس خادم کے اخلاص کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

" اللہ جل شانہ اس محبت اور اخلاص کے لئے جو محض للہ آپ سے ظہور میں آرہی ہے دارین میں بہت بہت جزاء بخشے۔ مجھے آپ سے دلی محبت ہے۔...... میں خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ کو دن بہ دن اپنی محبت میں ترقیات عطاء فرمائے اور دنیا و عاقبت میں حافظ و ناصر رہے۔ والسلام۔ خاکسار۔" (خط ۱۸۹۷ء)

پھر حضور از راہ شفقت و احسان تحریر فرماتے ہیں۔

" چنانچہ آج جو جمعہ کا روز ہے میں نے آپ کے لئے درگاہ الٰہی میں نماز جمعہ میں دعا کی...... انشاء اللہ پھر کئی دفعہ کروں گا۔ مجھے آپ سے دلی محبت ہے اب دل بہت چاہتا ہے کہ آپ نزدیک آجائیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرے باقی خیریت ہے۔ والسلام ۴۔ جون ۱۸۹۸ء بروز جمعہ

بعدہ حضور اس مقدمہ کے خارج کئے جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"...... مقدمہ متذکرہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۹ء کو خارج کیا گیا اور مجھ کو بری کیا گیا...... غرض اس طرح یہ مقدمہ فیصلہ ہو گیا۔ اب میں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جگہ سے بخیرو عافیت جلد لاوے۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار۔ مرزا غلام احمد" ۳۔ مارچ ۱۸۹۹ء

الغرض حضرت مسیح موعود...... نے از راہ شفقت احسان اپنے اس جانثار اور فدائی خادم کو ڈیڑھ صد سے زائد خطوط تحریر فرمائے۔ ان خطوط کے انمول خزانے میں سے اکثر خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔ آخری خط جو حضرت اقدس نے تحریر فرمایا وہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء کا ہے جو کہ حضور نے لاہور سے حضرت ڈاکٹر صاحب کو لکھا۔ (آپ ایک سال کی رخصت پر قادیان آئے ہوئے تھے۔) جس میں لاہور بخیریت پہنچنے کی اطلاع فرمائی اور بے شمار

دعاؤں کے ساتھ مکرم بابو شاہ دین صاحب جو بیمار تھے کو دیکھنے کی تلقین فرمائی۔

قادیان میں سکونت اور سلسلہ احمدیہ کے لئے آپ کی نمایاں خدمات

آپ ملازمت چھوڑ کر قادیان آگئے اور باقی عمر سلسلہ کی خدمت میں بسر کر دی۔ یہ خبر اخبار "بدر" قادیان میں مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں یوں شائع ہوئی۔

"ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب دہلی سے یہاں آگئے ہیں اور اب یہیں قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں برکت دے اور ان کے نیک ارادوں میں ان کو استقلال دے"

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

میں جانتا ہوں اور ایک بصیرت کے ساتھ جانتا ہوں کہ وہ بڑی یسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور یہاں رہ کر انہوں نے درویشانہ زندگی بسر کی ہے" (الفضل ۱۰۔ اگست ۱۹۲۶ء)

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نور ہسپتال قادیان کے چیف میڈیکل آفیسر ہونے کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ میں مختلف خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ کو سلسلہ کے اہم کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو ٹرسٹی و جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ و محاسب و سیکرٹری مجلس معتمدین' افسر جائیداد' سیکرٹری تعمیر کمیٹی منارۃ المسیح اور جلسہ سالانہ ۱۹۱۱ء کے موقع پر افسر لنگر خانہ کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ کا وصال

آخر یکم جولائی ۱۹۲۶ء کو آسمان احمدیت کا یہ ستارہ چھپ گیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مختصر علالت کے بعد سوا تین بجے بعد دوپہر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

روزنامہ الفضل نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات کے اعلان کے ساتھ لکھا کہ:

"جناب خلیفہ صاحب مرحوم السّابقون الاوّلون میں سے تھے اور آپ اپنے اخلاص ایثار اور دینی قربانی کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں خاص پایہ کے انسان تھے......... آپ کو حضرت مسیح موعود.........

کی جسمانی خدمات بحیثیت ڈاکٹر سرانجام دینے کا شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود........ آپ کے علاج کو خاص قدر کی نظر سے دیکھتے اور وقتاً فوقتاً آپ سے دوائیاں منگواتے تھے......... آپ کو حضرت مسیح موعود........ اور خاندان سے بے نظیر اخلاص تھا........ آپ میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو حضرت مسیح موعود........ کے مخلص اور صحبت یافتہ رفقاء کی شان کے شایان ہیں۔ آپ نہایت صاف دل، ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے والے، ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونے والے، حتی المقدور غرباء اور مساکین کی امداد کرنے اور چھوٹوں کے ساتھ نہایت محبت اور مہربانی سے پیش آنے والے اور سلسلہ کے متعلق بڑی غیرت رکھنے والے تھے........ حضرت خلیفہ المسیح الثانی کی ذات والا صفات کے ساتھ آپ کو اس قدر محبت اور اخلاص تھا کہ آپ کی شان کے خلاف مخالفین اور خاص کر غیر مبائعین کی طرف سے گستاخانہ کلمہ سن کر بے تاب ہو جاتے........ غرض آپ ان بزرگوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت مسیح موعود کی پاک تعلیم اور قدسی صحبت نے تیار کیا۔"

پھر "الفضل" نے لکھا۔

"حضرت خلیفہ المسیح الثانی........ باوجود اپنی طبیعت ناساز ہونے کے جناب ڈاکٹر صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے رہے اور جب آخری دن حضور کو ڈاکٹر صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی اطلاع ہوئی تو حضور اس وقت تشریف لے گئے اور پھر شام تک اسی جگہ رہے۔ حضور کی طبیعت پر اس افسوس ناک واقعہ کا بڑا اثر ہوا۔ اور آنسو رواں رہے آپ کا جنازہ دوسرے دن ۹ بجے کے قریب بہت بڑے مجمع کے ساتھ حضرت خلیفہ المسیح الثانی.... نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ کی اس مخصوص جگہ میں جو مزار مسیح موعود.... کی دائیں طرف ہے دفن کئے گئے۔ نعش کو حضور نے خود کندھا دیا اور اپنے ہاتھ سے لحد میں اتارا" (الفضل ۲۰ ر جولائی ۱۹۲۶ء)

آپ کے اخلاص اور قربانی کے بارے میں حضرت مصلح موعود........ فرماتے ہیں

"ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب...... نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود...... کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں

کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً ۔/۴۵۰ روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضور کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کیلئے ضرورت ہے تو پھر اور کس لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں" (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء)

آپ کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ، مجلس شوریٰ، مجلس معتمدین اور دوسری ذیلی تنظیموں اور بعض جماعتوں کی طرف سے اظہار تعزیت کے ریزولیوشن ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی شادیاں اور اولاد

آپ کی پہلی شادی محترمہ عمدہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جو آپ کے ننھالی عزیزوں ہی سے تھیں اور بخاری شیخ خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے آپ کے دو صاحبزادے خلیفہ علیم الدین صاحب مرحوم اور کرنل ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین احمد صاحب مرحوم اور دو صاحبزادیاں تھیں ۱۔ حضرت محمودہ بیگم صاحبہ (سیدہ ام ناصر صاحبہ) حرم اول خلیفہ المسیح الثانی المصلح الموعود اور ۲۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ خلیفہ اسد اللہ صاحب مرحوم

حضرت ڈاکٹر صاحب کی دوسری شادی محترمہ مراد خاتون سے ہوئی جو کہ حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر کی ہمشیرہ اور مکرم عبدالغنی صاحب مرحوم (سردار روپ سنگھ نو مسلم) کی صاحبزادی تھیں آپکے بطن سے ۵ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں ہوئیں۔

۱۔ خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب مرحوم۔ ۲۔ خلیفہ ناصرالدین صاحب مرحوم۔ ۳۔ خلیفہ عبدالرحمان

صاحب مرحوم۔ ۴۔ خلیفہ جلال الدین صاحب۔ ۵۔ سکوارڈون لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد صاحب مرحوم ستارہ جرات

صاجزادیوں میں محترمہ عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ محترم مرزا گل محمد صاحب مرحوم رئیس قادیان۔ ۲۔ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم۔ ۳۔ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ۔ اس طرح آپ کی کل اولاد سات صاجزادے اور پانچ صاجزادیاں کل ۱۲ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد سے آپ کو ۱۶ پوتوں اور ۲۰ پوتیوں اور ۱۲ نواسوں اور ۳ نواسیوں سے نوازا۔ یعنی کل اولاد اکیاون پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں ہوئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑپوتوں، پڑپوتیوں، پڑنواسوں اور پڑنواسیوں کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب ...... کو مقامِ قرب سے نوازے۔ اور آپ کی ہر آنے والی نسل آپ کی صفاتِ حسنہ کی وارث ہو۔ آمین

"عشرہ قرآن عظیم"

۲۲۔ نومبر بروز بدھ تا یکم دسمبر بروز جمعہ ۱۹۹۵ء

عہدیداران جماعت، مربیان اور معلمین سے درخواست ہے کہ وہ جائزہ لے کر انتظام فرمائیں، نیز نگرانی فرمائیں تا اس عشرہ میں

۱۔ ہر احمدی قرآن مجید ناظرہ / ترجمہ / تفسیر پڑھ رہا ہو۔

۲۔ ہر احمدی گھرانہ میں "فیملی قرآن کلاس" روزانہ شروع ہو جائے۔ مثلاً رات کے کھانے سے پہلے سب افراد خانہ جمع ہوں۔ ایک قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھے اور دوسرا اس کا ترجمہ سنا دے۔

۳۔ تلاوت حفظ قرآن اور قرآن کے متعلق نظموں، تقاریر اور دینی معلومات کے مقابلے کروائے جائیں۔

۴۔ یکم دسمبر (جمعہ) کو قرآن سیمینار میں شان قرآن اور قرآن پر تقاریر ہوں۔ اور انعامات بھی تقسیم کئے جائیں۔

۵۔ ۲۴۔ نومبر (جمعہ) یکم دسمبر (جمعہ) کو نماز تہجد باجماعت میں تعلیم القرآن منصوبہ اور عشرہ کی کامیابی کے لئے خصوصی دعائیں کی جائیں۔

(محمد اسماعیل منیر۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن)

ایک "ساعت" کا انتظار کریں

راہِ جاناں میں جاں نثار کریں
اور دل بھی فدائے یار کریں

زندگی اس جہاں کی فانی ہے
اس پہ ہرگز نہ اعتبار کریں

اپنے ماحول پر نظر رکھیں
اور حالات سازگار کریں

جان جوکھوں میں ڈال کر اپنی
ابتلاؤں سے بھی تو پیار کریں

آزمائش کی چند گھڑیوں میں
اپنا ایمان اُستوار کریں

ہم مصائب میں اور شدائد میں
کچھ نہ اظہارِ اضطرار کریں

اس قدر ہو دُعاؤں میں "رِقّت"
اپنی آنکھوں کو اشکبار کریں

اپنے احسان سے مروّت سے
ہر معاند کو شرمسار کریں

بات اپنی کوئی سُنے نہ سُنے
ہر طرف "حق" کو آشکار کریں

"احمدیّت" خدا کی نعمت ہے
شُکرِ نعمت ہزار بار کریں

"بَغْتَۃً" بھی رہے نگاہوں میں
اور توکّل کو اختیار کریں

جلد آئے گی شادؔ "فتحِ مبیں"
ایک "ساعت" کا انتظار کریں

محمد ابراہیم شادؔ

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

نبوت ـــ ۱۳۷۴ ہش

نومبر ـــ ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۱۱

شرح چندہ: پاکستان ـــ چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ـــ چار روپے

قبول احمدیت ـــ حیاتِ قدسی کا ایک ورق

"میری بیعت کی تقریب"

"دُنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہُوا ہوگا۔" (حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا پہلا تاثر)

حیاتِ قدسی سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی خودنوشت داستان "قبول احمدیت" ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ...... حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفقاءِ کبار میں سے تھے۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے جیّد اور متبحر عالم اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ موضع راجیکی ضلع گجرات میں میاں کرم دین صاحب کے ہاں ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۹ء کے درمیانی عرصہ میں پیدا ہوئے۔ (آپ کے دادا حضرت میاں پیر بخش رحؒ علاقہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے) (ایڈیٹر)

حضرت مولانا راجیکی صاحب اپنے قبول احمدیت سے متعلق خودنوشت سوانح میں فرماتے ہیں:۔

"موضع گولیکی میں مثنوی مولانا روم پڑھتے ہوئے جب مَیں چوتھے دفتر تک پہنچا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد مَیں اور مولوی امام الدین صاحب ...... بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حُسنِ اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آنکلا۔ مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے لئے اسے لینا چاہا۔ مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا۔ مولوی صاحب ...... نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ کی ہے وہ میرا پیشوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو بُرا بھلا کہنے لگ جاؤ جسے میری غیرت برداشت نہیں کرسکے گی۔ مولوی صاحب ...... نے کہا آپ بے فکر رہیئے، ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی بُرا لفظ زبان پر نہیں لائیں گے۔ تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ بلکہ تین چار روز کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس

وقت مَیں بعض تعمیلات کے لئے بعض دوسرے دیہات کے دورے پر جا رہا ہوں۔ واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب ..... نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحب ..... کے یہاں جانا ہوا تو مَیں نے وہی کتاب جو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود .... کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق ساتھ تھے مولوی صاحب کی بیٹھک میں دیکھی۔ جب مَیں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی۔

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

مَیں اس نظم نعتیہ کو اوّل سے آخر تک پڑھتا گیا۔ مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے۔ جب مَیں آخری شعر پہ پہنچا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحبِ کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقعہ مل جاتا۔ اس کے بعد جب مَیں نے ورق اُلٹا تو حضور اقدس ..... کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب مَیں اس شعر پہ پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس ..... کا نام ملحد و دجّال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسّف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحب ..... اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو مَیں آپ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ جب مولوی صاحب ..... بیٹھک میں آئے تو مَیں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب ..... نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا

دعویٰ کرتا ہے۔ اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے۔ اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس...... کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ

دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔

اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطالبات و منظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پر حضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے۔ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چوں قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
صادقم و از طرف مولا بانشانہا آمدم
صد درِ علم و ہُدیٰ بر روئے من بکشادہ اند
آسماں بارد نشاں الوقت میگوئد زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند ؎

انکشافِ حقیقت اور بیعت :-

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوئے عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے ۱۸۹۷ء میں غالباً ستمبر یا ماہ اکتوبر میں

؎ ترجمہ : چونکہ مجھے مسیحی قوم کیلئے ایک نور دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے میرا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔
میں چاند کی طرح روشن ہوں اور آفتاب کی طرح چمکتا ہوں وہ اندھے ہیں جو انکار میں پڑے ہوئے ہیں۔
میں صادق ہوں اور مولیٰ کی طرف سے نشان لے کر آیا ہوں۔ علم و ہدایت کے سینکڑوں در مجھ پر کھولے گئے ہیں۔
آسمان نشان برسا رہا ہے اور زمین پکار رہی ہے کہ یہی وقت ہے۔ میری تصدیق کے لئے یہ دو گواہ کھڑے ہیں۔

جوانوں کے جوان ـــ انصار اللہ

○

بڑھاؤ قدم مل کے راہِ خدا میں　　بڑا لطف آئیگا پھر اُسکی رہ میں
نہ ہوگا کوئی تم سا سارے جہاں میں　　مقرّب بنو گے خدا کی نگاہ میں
تمہاری عجب ہوگی شان اللہ اللہ
جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ

کہا "ناصرِ دیں" نے انصارِ دیں سے　　بنو نوجواں ایک عزمِ حسیں سے
تمہیں میں یہ کہتا ہوں پورے یقیں سے　　شکست ہوگی ہرگز نہ تم کو کہیں سے
بنو دیں کے تم پاسبان اللہ اللہ
جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ

تمہاری دیانت سے دلبستگی ہو　　شجاعت صداقت میں بھی پختگی ہو
تمہاری "امامت" سے وابستگی ہو　　ہمیشہ ہمیش اس سے پیوستگی ہو
بنو تم "امامت" کی شان اللہ اللہ
جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ

اخبار مجالس

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع

(مرسلہ: محترم نصیر احمد صاحب چوہدری، منتظم عمومی مجلس ربوہ)

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع مورخہ ۶۔ستمبر ۹۵ء بیت الناصر دارالرحمت غربی میں منعقد ہوا۔ جس کا آغاز تمام حلقہ جات میں نماز تہجد سے ہوا۔

پہلا اجلاس: ۸۔بجے صبح مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی صدارت میں اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت مکرم نصیر احمد شاد صاحب نے کی اور مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ ربوہ نے عہد دوہرایا۔ عہد کے بعد مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شیریں کلام پیش کیا۔ صدر اجلاس نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصار کو توجہ دلائی کہ آپ عمر کے اس حصہ میں ہیں۔ جہاں تیاری کا وقت کم ہے، اور جس مسافر کے پاس وقت کم ہو وہ زندگی کے اس قیمتی حصہ کو احسن طور پر گزارتا ہے۔ اور اپنے اچھے جانشین اپنے پیچھے چھوڑنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ نیز امام کے ساتھ اطاعت کا ایک مستحکم تعلق بھی پیدا کرتا ہے۔

اختتامی خطاب کے بعد مکرم نصراللہ خاں صاحب ناصر (ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ) نے درس القرآن دعوت الی اللہ کے موضوع پر دیا۔ اور قرآنی آیات سے دعوت الی اللہ کے مضمون کو کھول کر بیان کیا۔ درس الحدیث میں "تلاوت قرآن کریم کی اہمیت" کے موضوع پر مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز استاذ الجامعہ نے اور درس ملفوظات "باہمی اخوت و محبت" کے موضوع پر مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب نے دیا۔ اس اجلاس کے آخر میں صدر اجلاس نے دعا کروائی اور پہلا اجلاس کھیلوں کے وقفہ کے لئے اختتام پذیر ہوا۔ اس وقفہ کے دوران والی بال، سائیکل ریس آہستہ (SLOW) اور سو میٹر دوڑ کے مقابلے اور اسی دوران بیت الذکر میں تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔

دوسرا اجلاس: اس اجتماع کا دوسرا اجلاس مکرم زعیم صاحب اعلیٰ ربوہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم میاں عبدالمجید صاحب نے کی۔ اور نظم مکرم مقبول امینی صاحب نے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل

ناظر دعوت الی اللہ نے "احمدیت کا شاندار مستقبل" کے موضوع پر کی ۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے الہامات اور تحریرات کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ۔ اس کے بعد مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید قائد تربیت انصاراللہ مرکزیہ نے "قبولیت دعا" کے موضوع پر تقریر کی اور ایمان افروز واقعات بیان کئے ۔

آخر میں مکرم مغفور احمد صاحب منیب سابق مربی سلسلہ جاپان نے "جاپان میں شدید زلزلہ اور جماعت احمدیہ کی خدمات" کے موضوع پر خطاب کیا ۔

اختتامی اجلاس : تیسرا اور اختتامی اجلاس مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب قائمقام صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر صدارت منعقد ہوا ۔ تلاوت مکرم قاری محمد عاشق صاحب نے کی اور مکرم محمد رفیق صاحب اکبر اور مکرم مقبول امینی صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شیریں کلام سنایا ۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے علمی اور ورزشی مقابلوں کے انعامات تقسیم کئے ۔ اور اپنے صدارتی خطاب میں قیمتی نصائح فرمائیں ۔ آپ نے نماز باجماعت کی پابندی ۔ صفائی ۔ بیوت الذکر میں بچوں کو ساتھ لے کر آنے اور انہیں آداب بیت الذکر سکھانے اور M.T.A پر خطبہ جمعہ باقاعدہ سننے کی ہدایت فرمائی ۔

آخر میں زعیم اعلیٰ صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا ۔ اور صدر مجلس نے عہد دوہرایا اور دعا کروائی ۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ایک ہزار سے زائد حاضرین کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا ۔ الحمدللہ یہ پروگرام بخیر و خوبی ۲½ بجے اختتام پذیر ہوا ۔

مجلس ۹۶ گ ب ضلع فیصل آباد کا مثالی وقار عمل

مکرم محمد اسمٰعیل صاحب زعیم انصاراللہ چک ۹۶ گ ب لکھتے ہیں :-

مورخہ ۲۰ اکتوبر گاؤں سے بس سٹاپ پل ۹۳ گ ب کی طرف جانے والے راستہ پر ایک وقار عمل کیا گیا ۔ ۴۷۰ فٹ لمبے تنگ راستہ سے سرکنڈوں اور جڑی بوٹیوں کو اکھاڑ کر سڑک پر مٹی ڈال کر اسے ہموار کیا گیا ۔ اس طرح ۲ فٹ تنگ اور خراب راستہ کو ۱۰ فٹ چوڑی سڑک میں تبدیل کیا گیا ۔ اس راستہ سے روزانہ تقریباً پانچ سو افراد پیدل یا سائیکلوں پر گذرتے ہیں ۔ وقار عمل پر چار گھنٹے وقت صرف ہوا ۔ اس میں ۵۵ احباب نے شرکت کی ۔ الحمدللہ اس پروگرام کے خوشگوار اثرات ظاہر ہوئے ۔

اگرچہ بہ ظاہر خمیدہ کمر ہو　　مگر عقل و دانش کے تم اک گہر ہو
تمہی سارے عالم کے بس راہبر ہو　　جوانانِ عالم کے تم تاجِ سر ہو
نرالی تمہاری ہے شان اللہ اللہ
جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ

صوفی محمد اسحٰق ۔ ربوہ

بقیہ: تحریک جدید
دوست بھی نظر آئے ہیں جن کے پاس رقم ہوتی ہے لیکن مناسب طور پر انویسٹ کرنے نہیں
آتے۔ کیونکہ کوئی تاجر ایثار از دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس سلسلے میں پہلے سے
قائم صنعت و تجارت کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔
زندگی کے بے شمار شعبے ہیں اور ہر ایک میں خود غرضی بڑھتی جا رہی ہے۔ خواہ وہ حق کی
صورت میں ہو یا معلومات کی صورت میں۔ حضور انور نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ پاکستان
میں اگر کسی ڈاکٹر کے پاس کوئی خاص نسخہ ہو تو کبھی نہیں بتاتا۔ جبکہ مغربی اقوام نے ایسے
خاص نسخوں کو عام کر کے ترقی کر لی ہے۔ اس لئے سیکرٹری تحریک جدید پر بڑی بھاری
ذمہ داری ہے کہ وہ تحریک جدید کے اس پہلو کو بھی اجاگر کرے اور خود بھی کمر بستہ اور
لیس ہو اور ایسے مجاہدین تیار کرے جو انفرادی سطح پر ہر جگہ بلا امتیاز کسی تعلق داری کے
جہاں حقوق غصب ہو رہے ہوں آواز اٹھانے والے ہوں اور ایسے افراد سے ایسے معاشرے
پیدا ہوتے ہیں جو ہر ظلم کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتے ہیں۔

بقیہ: "میری بیعت کی تقریب"
کہ حضور اقدس نے مجھے دیکھے بغیر ہی اور مولوی امام الدین صاحب ...... سے بے پوچھے ہی ارشاد
فرمادیا کہ مولوی صاحب وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آ رہا تھا اس کو بلاؤ۔ یقیناً یہ بات حضور اقدس
...... کے متعلق لِاَنَّہٗ یَریٰ بِنُوْرِ اللّٰہِ کی ایک دلیل ہے۔ اور میرے لئے ایک نشان ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنِیْ بِلِقَائِہٖ وَلِنُوْرِہٖ۔"　(حیاتِ قدسی حصہ اول صفحہ ۱۷ تا ۲۰)

آپ کے خطوط

○ لاہور سے ایک خاتون کا خط۔

مخدومی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ انصار اللہ۔ ربوہ

چند ہی روز ہوئے اتفاقاً آپ کا رسالہ جولائی کا شمارہ نظروں سے گذرا۔ میں اپنی ایک احمدی دوست کے ہاں منتظر بیٹھی تھی۔ کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ پاس پڑا رسالہ وقت گذاری کے لئے اٹھایا۔ لیکن پھر مضامین ایسے عمدگی سے باندھے گئے تھے کہ وقت کی گھڑیاں کیونکر سرکیں معلوم نہ ہوا میزبان سے میں نے تعریف کی کہ عرصہ بعد علمی پیاس بجھانے کا کوئی سامان ملا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ کے ہاں اور رسائل بھی طبع ہوتے ہیں۔ تو ایک بھلے سے نام والا ماہنامہ مصباح تھا۔ اور بچوں کا رسالہ اور ایک اور تھا۔ تینوں انہوں نے مجھے تعارف کے لئے دئے۔ پر جو رنگ آپ کے ہاں تھا وہ نہ پا سکی۔ واقعات بھی تھے۔ کہانیاں بھی تھیں۔ آپ کی جماعت کے راہنماؤں کے اقوال بھی تھے۔ مگر انتخاب کا وہ رنگ نہ تھا جو آپ کے ہاں ہر چیز میں تھا۔ میں ان سے آپ (کے بارہ میں) پوچھ رہی تھی۔ لیکن انہیں پورا تعارف نہ تھا۔ آپ کے انداز سے لگتا ہے کہ انسانی نفسیات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

.... چند دن پہلے اپنے عزیزوں کے ہاں سرگودھا آئی ہوں...... وہ آپ کی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہاں پر عورتوں کی تربیتی کلاس لگی ہوئی تھی۔ کیا بتاؤں کہ دو دن میں مجھے کیا کچھ حاصل ہو گیا۔ جو ۴۲ سال میں حاصل نہ ہوا تھا۔ ایک خاتون ...... سورۃ احزاب پڑھا رہی تھیں۔ ایم اے ہم نے بھی کیا ہے پر ان کے علم کی وسعت۔ کیا کہنے .... پھر سامعات کی تعریف نہ کروں تو زیادتی ہو گی ...... ایسی خاموشی اور دلچسپی کا رنگ مجلس میں پایا جا رہا تھا کہ ہر شرکت کرنے والی صرف پڑھانے والی کو سن رہی تھی۔

ادارہ ـــ محترمہ شمیمہ حقانی صاحبہ کے تاثرات و جذبات کا ممنون ہے عام مروجہ صحافت سے مختلف علمی اور روحانی انداز فکر جو انہوں نے محسوس کیا اور وہ طرز معاشرت جو ان کے مشاہدہ میں آئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک احمدیت کا طرۂ امتیاز ہے اور چاہیئے کہ اہل بصیرت فکر و تدبر کریں۔

اداریہ

تحریکِ وقفِ نَو

کسی قوم کی زندگی اور بقا کا انحصار اس کی آنے والی نسل پر ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک اپنے اسلاف کی شاندار روایات اور قربانیوں کو برقرار رکھتی ہے۔ اگر آنے والی نسل اعلیٰ ذہنی، علمی، اخلاقی اور رُوحانی اقدار کی مالک بن جائے تو اس کے اندر قائدانہ صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے وہ قوم اپنی شوکت و عظمت کو قائم رکھتی ہے۔

جماعت احمدیہ کا قیام تقدیرِ الٰہی کے تحت ہوا ہے تاکہ دینِ حق کا غلبہ ہو اور خدا تعالیٰ کی سچی توحید کا قیام ہو اور وحدتِ امم سے امن و سکینت کا دَور دَورہ ہو۔ اس سلسلہ کو قائم ہوئے پہلی صدی پوری ہونے والی تھی کہ ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی عظیم مقصد کیلئے ایک عظیم الشان تحریک "وقفِ نَو" کا اعلان فرمایا۔ اس تحریک کی غرض بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"بہت بڑی صدی ہے جو ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ اس میں بہت بڑے بڑے کام ہونے والے ہیں ..... پس پیشتر اس کے کہ وہ وقت پہنچ جائے اور ہم اس صدی میں داخل ہو رہے ہوں ہمیں چاہیئے کہ ہم اس حسنِ کامل سے مزیّن ہونے کی کوشش شروع کر دیں۔ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے۔"

وقف کی تحریک کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔

"پس میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آگاہ کر دوں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی وقف کر دیں ..... مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں۔ کہ اے خدا! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چُن لے ان کو اپنے لئے خاص کر لے۔ تیرے ہو کر رہ جائیں۔ اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری جماعت سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو"

"..... اس وقف کی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے (دینِ حق)

اعلانات

عشرہ وقفِ جدید

۲۴۔ نومبر تا ۳، دسمبر ۱۹۹۵ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام مجالس انصار اللہ/جماعت احمدیہ پاکستان مورخہ ۲۴، نومبر تا ۳۔ دسمبر ۱۹۹۵ء تک **عشرہ وقفِ جدید** منا رہی ہیں۔ اس عشرہ کے دوران زعماء کرام اجلاس عام منعقد کر کے تمام اراکین/افراد جماعت کو نظامِ وقفِ جدید کے قیام کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کریں ان مقاصد جلیلہ کے حصول کے لئے ہر ناصر اور ہر فردِ جماعت خدام، اطفال، ناصرات اور لجنہ اماء اللہ پر عاید ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائیں گے اور سال رواں ۱۹۹۵ء کے **وعدہ جات کے مطابق سو فیصد وصولی** کا اہتمام کریں گے۔ نیز کوشش کریں گے کہ تمام انصار اپنے وعدوں کو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق اور حیثیت کے مطابق ادا کریں۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے۔

"خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت پاکستان کو یہ اعزاز نصیب ہوا ہے کہ سب دنیا کے وقفِ جدید کے قربانی کرنے والوں کے مقابل پر پاکستان نے سب سے زیادہ قربانی کی ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۶۔ جنوری ۱۹۹۵ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ اعزاز، جو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پاکستانی جماعتوں کو عطا فرمایا ہے۔ اسے تمام احباب جماعت اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھا کر قائم رکھیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ (آمین)

منور شمیم خالد

(قائد وقف جدید مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

سال کا آغاز اور اختتام

اور

خدا تعالیٰ کے فضلوں کا شمار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہائے احمدیہ پاکستان نومبر ۹۵ء کے آخر میں **"عشرہ وقفِ جدید"** منا رہی ہیں۔ تمام انصار، خدام، اطفال، لجنات و ناصرات ــ سالِ رواں کے آغاز (جنوری) سے لے کر تا اختتام (دسمبر) کے درمیانی عرصہ میں خدا تعالیٰ کے ہر آن بڑھتے ہوئے فضلوں کا جائزہ لے کر، اپنے وعدہ جات وقفِ جدید میں اسی نسبت سے اضافہ کر کے سَو (۱۰۰) فیصد ادائیگی کے ساتھ عشرہ منانے کے مقاصد میں عملی تعاون کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے وارث بنیں۔

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴۔ جنوری ۹۵ء میں وقفِ جدید کے نظام کے بارہ میں فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، وقفِ جدید کو خدا تعالیٰ نے جو بعد میں برکتیں عطا فرمائیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعود کے دل میں یہ تحریک، الٰہی تحریک ہی تھی اور جو ولولہ اللہ نے ڈالا تھا وہ الٰہی ولولہ ہی تھا۔ جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ یہ تحریک، اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکی ہے"۔

تمام انصار احباب وقفِ جدید کی اس الٰہی تحریک کو آگے بڑھانے کی کوششوں میں اپنا حصہ ڈال کر عشرہ وقفِ جدید کو کامیاب بنائیں۔

(قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ پاکستان)

ضروری تصحیح

احباب ماہنامہ انصار اللہ کے شمارہ اکتوبر کے ص ۷ پر شعر نمبر ۵ کے پہلے مصرعہ میں لفظ "و" کی بجائے "اُو" اور شعر نمبر ۶ کے دوسرے مصرعہ میں "نہ" کی بجائے "زا" درست فرمالیں۔

(ادارہ)

کمالِ اتباع ـ اطاعتِ تامّہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ۔۔۔۔ فرماتے ہیں :۔

" اُس نے قُلْ یٰا عبادی ۔۔۔۔ (سورۃ الزّمر آیت: ۵۴) کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول دیکھو برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے۔ یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے۔ تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا۔ عبد کا لفظ لغتِ عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ (البقرہ: آیت ۲۲۲) اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے۔ یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامنِ طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے۔ تب وہ نجات پائے گا ۔۔۔۔ چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خودروی سے باز آجائے اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو۔ اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں اور در حقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (آل عمران: ۳۲) از رُوئے مفہوم ایک ہی ہیں۔ کیونکہ کمالِ اتباع اس محویّت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔ یہی سرّ ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوب الٰہی بننے کی خوشخبری ہے گویا یہ آیت کہ قُلْ یٰا عِبَادِیْ دوسرے لفظوں میں اس طرح پر ہے کہ قُلْ یا متبعی یعنی اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہو رحمت الٰہی سے نومید مت ہو کہ اللہ تعالیٰ بہ برکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اور اگر عباد سے صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہی مراد لئے جائیں تو معنے خراب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہرگز درست نہیں کہ خدا تعالیٰ بغیر تحققِ شرطِ ایمان اور بغیر تحققِ شرطِ پیروی تمام مشرکوں اور کافروں کو یونہی بخش دیوے۔ ایسے معنے تو نصوص بیّنہ قرآن سے صریح مخالف ہیں۔"

مرزا غلام احمد علیہ السلام ص ۴۰۵ - ۴۰۶)

(روحانی خزائن جلد ۵ ص ۱۹۰ تا ۱۹۳)

نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی سے ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں"۔

(خطبہ جمعہ ۱۳۔ اپریل ۱۹۸۷ء)

ابتداً حضور انور نے اس مبارک تحریک میں پانچ ہزار واقفین بچوں کا مطالبہ فرمایا تھا۔ مگر نیتوں اور ارادوں پر موقوف کرتے ہوئے اسے غیر محدود اور وسیع کر دیا۔ چنانچہ اس تحریک کو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید حاصل ہوئی اور ہر طبقہ سے وقف کئے جانے والے بچوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی — اب یہ بچے نشو ونما پا رہے ہیں۔ کچھ شعور اور سیکھنے کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔ اور اگرچہ اعلیٰ تربیت ہمارا فرض ہے اور تربیت کی اوّلین ذمہ داری والدین پر ہے۔ مگر ایک عظیم مقصد کے پیش نظر کوئی احمدی بھی بری الذّمہ قرار نہیں پا سکتا۔ خصوصاً انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی محبت و شفقت سے ان نونہالوں پر توجہ دیں۔ اپنے نیک اور پاک نمونہ سے ان کے دلوں میں وہ نقوش پیدا کریں جس سے اسلاف کی یاد زندہ رہے۔ وہ ایسے وجود بنیں جو نہایت خوش خلق ہوں۔ صبر و رضا کے متوالے ہوں۔ تحمل و بردباری ان کا شیوہ ہو اور اخلاص و وفا اور ایثار و قربانی کے روشن مینار ہوں۔

نامور محقق محترم شیخ عبدالقادر صاحب کی وفات

جماعت احمدیہ کے نامور ریسرچ سکالر اور معروف رائٹر اور مصنّف محترم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور ۷۷ سال کی عمر میں ۵۔ نومبر ۱۹۹۵ء کو وفات پا گئے۔

محترم شیخ صاحب نے موازنہ مذاہب۔ تاریخ و سیرت اور مسیحیت پر قلم اٹھایا اور نہایت بلند پایہ تحقیق پیش کی۔ محقق آپ کی شناخت تھی۔ آپ نے جامعہ احمدیہ اور بعض دیگر علمی مجالس میں اپنے مقالات پیش کئے۔ عمر بھر اپنا قلم تائیدِ دینِ حق کے لئے وقف رکھا۔ آپ کے مضامین سلسلہ کے جرائد و رسائل۔ الفضل۔ ریویو آف ریلیجنز۔ مجلۃ الجامعہ۔ ماہنامہ الفرقان۔ ماہنامہ خالد اور ماہنامہ انصار اللہ ربوہ میں شائع ہوتے رہے۔ آپ صاحب صدق و وفا، خلیق، ملنسار، اور مجسّم شفقت و محبت تھے — ادارہ آپ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیّین میں مقامِ قرب سے نوازے۔ آمین

امام الکلام

حقیقی آدم

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ..... فرماتے ہیں :-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؐ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہی کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی۔ کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا۔ اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں قدم آگے بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جس کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے ....."

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صـ ۲۰۶، ۲۰۷)

کلام الامام

عبادت کا حقیقی مفہوم

سیدنا حضرت المصلح الموعود...... فرماتے ہیں:

”عبادت کامل تذلّل کا نام ہے۔ پس عبادت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو بندہ اپنے اندر پیدا کرے۔ عبادت کی ظاہری علامات صرف قلبی کیفیت کو بدلنے کیلئے مقرر ہیں۔ ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عبادت دل کی کیفیت اور اسکے ماتحت انسانی اعمال کے صدور کا نام ہے اور خاص اوقات کی تعیین اور قبلہ رُو ہونا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا رکوع و سجود کرنا یہ اصل عبادت نہیں بلکہ جسم کی ظاہری حالت کا اثر چونکہ دل پر ہوتا ہے اور توجہ بھی قائم ہوتی ہے۔ نماز کیلئے کچھ ظاہری علامات بھی مقرر کر دی گئی ہیں مگر وہ بمنزلہ برتن کے ہیں جس میں معرفت کا دودھ ڈالا جاتا ہے۔ یا بطور چھلکے کے ہیں جس میں عبادت کا مغز رہتا ہے۔

اس آیت میں اور بعد کی آیات میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی یوں کہا گیا ہے کہ ”ہم عبادت کرتے ہیں“ اور ”ہم مدد مانگتے ہیں“ اور ”ہمیں سیدھا راستہ دکھا“ اس میں اس اَمر کی طرف اشارہ ہے کہ (دینِ حق) ایک مدنی مذہب ہے وہ سب کے لئے ترقی چاہتا ہے نہ کہ کسی ایک شخص کے لئے اور یہ بھی کہ ہر مسلمان دوسرے کا نگران مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا یہی کام نہیں کہ وہ خود عبادت کرے بلکہ یہ بھی ہے کہ دوسروں کو عبادت کی تحریک کرے۔ اور اُس وقت تک تحریک نہ چھوڑے جب تک وہ اس کے ساتھ عبادت کرنے میں شامل نہ ہو جائیں اور وہ آپ ہی اللہ تعالیٰ پر توکّل نہ کرے بلکہ دوسروں کو بھی توکّل کی تعلیم دے اور اس وقت تک بس نہ کرے جب تک وہ توکل میں اسکے ساتھ شامل نہ ہو جائیں اور وہ خود ہی ہدایت کا طالب نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کو بھی ہدایت طلب کرنے کی نصیحت کرے۔ اور بس نہ کرے جب تک ان کے دل میں بھی ہدایت طلب کرنے کی تڑپ پیدا ہو کر وہ اس کے ساتھ شامل نہ ہو جائیں۔ اور خود بھی ہر دعا میں ”مَیں“ کی جگہ ہم کا لفظ استعمال نہ کرنے لگیں۔ یہی تبلیغی اور تربیتی روح ہے۔ جس نے اسلام کو چند سالوں میں کہیں کا کہیں پہنچا دیا اور اگر آج (......) ترقی کر سکتے ہیں تو صرف اسی جذبہ کو اپنے دل میں پیدا کر کے جب تک (......) نَعْبُدُ اور نَسْتَعِیْنُ اور اِھْدِنَا کے الفاظ نہیں کہتے جب تک ان الفاظ کو سچے طور پر کہنے کے لئے جدوجہد نہیں کرتے اُس وقت تک ان کا نہ دین میں ٹھکانا ہوگا نہ دنیا میں۔“

(تفسیر کبیر جلد اول ص ۳۰)

عربی منظوم کلام

وَلِلّٰہِ اَلطَافٌ علٰی مَنْ اَحَبَّہٗ

لَہٗ دَرَجَاتٌ فِی الْمَحَبَّۃِ تَآمَّۃٌ ❊ لَہٗ لَمَعَاتٌ زَالَ مِنْھَا الْغَیْھَبُ

اس نبیؐ کو محبتِ الٰہی میں کامل درجات حاصل ہیں۔ اس کو ایسی شعاعیں ملی ہیں جن کے ذریعہ تاریکی دُور ہو گئی ہے

ذُکَاءٌ مُنِیْرٌ قَدْ اَنَارَ قُلُوْبَنَا ❊ وَلَہٗ اِلٰی یَوْمِ النُّشُوْرِ مُعَقِّبُ

وہ روشنی کرنے والا آفتاب ہے۔ اس نے ہمارے دلوں کو روشن کر دیا ہے اور اس کا قیامت کے دن تک کوئی نہ کوئی جانشین ہوتا رہے گا

وَفِی اللَّیْلِ بَعْدَ الشَّمْسِ قَمَرٌ مُنَوَّرٌ ❊ کَمَا فِی الزَّمَانِ نُشَاھِدُ وَنُجَرِّبُ

اور رات کو سورج کے بعد روشن چاند ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم زمانہ میں مشاہدہ کرتے اور تجربہ رکھتے ہیں

وَلِلّٰہِ اَلطَافٌ عَلٰی مَنْ اَحَبَّہٗ ❊ فَوَابِلُہٗ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ یَسْکُبُ

اور خدا کی اس شخص پر مہربانیاں ہیں جو آپؐ سے محبت کرے پس آپؐ کی موسلادھار بارش ہر صدی میں برسا کرتی ہے

وَشِیْمَتُہٗ قَدْ اُفْرِدَتْ فِیْ فَضَائِلٍ ❊ وَقَدْ فَاقَ اَحْلَامَ الْوَرٰی اَتَتَعَجَّبُ

اور آپ کا خُلق فضائل میں یکتا ہو گیا ایسے حال میں کہ آپ (اپنے اخلاق میں) مخلوق کی عقلوں (کے اندازے) پر بھی فوقیت لے گئے، پس کیا تو حیران ہوتا ہے

وَلَیْسَ التُّقٰی فِی الدِّیْنِ اِلَّا اتِّبَاعُہٗ ❊ وَکُلُّ بَعِیْدٍ مِّنْ ھُدَاہُ یُقَرَّبُ

اور دین میں تقویٰ صرف آپؐ کی اتباع کا نام ہے اور ہر وہ جو ہدایت سے دُور ہے آپؐ کی راہنمائی سے ہی (خدا کا) قرب پاتا ہے

وَلَوْ کَانَ مَآءٌ مِّثْلَ عَسَلٍ بِطَعْمِہٖ ❊ فَوَاللّٰہِ بَحْرُ الْمُصْطَفٰی مِنْہُ اَعْذَبُ

اور اگر پانی اپنے مزے میں شہد کی طرح بھی (میٹھا) ہو تو خدا کی قسم! مصطفیٰ کا سمندر تو اس سے بھی زیادہ شیریں ہے

([illegible] ۱۰۲ ۔ ۱۰۵)

فارسی منظوم کلام

سیّدِ عشّاقِ حق شمسُ الضحےٰ

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ ❖ سیّدِ عشّاقِ حق شمسُ الضحےٰ
وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفےٰ جو عشّاقِ حق کا سردار اور شمسُ الضحیٰ ہے

آنکہ ہر نورے طفیلِ نُورِ اُوست ❖ آنکہ منظورِ خدا منظورِ اُوست
وہ، وہ ہے کہ ہر نور اس کے طفیل سے ہے۔ وہ، وہ ہے جس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے

آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں! ❖ در معارف ہمچو بحرِ بیکراں
اس کا وجود زندگی کے لئے آبِ رواں ہے اور حقائق و معارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں ❖ صد دلیل و حجّتِ روشن عیاں
وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سینکڑوں دلیلیں اور روشن برہان ظاہر ہیں

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او ❖ مظہرِ کارِ خدائی کوئے او
وہ جس کے چہرے پر خدائی انوار برستے ہیں اور جس کا کوچہ نشاناتِ الٰہیہ کا مظہر ہے

آنکہ جملہ انبیاء و راستاں ❖ خادمانش ہمچو خاکِ آستاں
وہ تمام نبی اور راستباز خاکِ در کی طرح اس کے خادم ہیں

آنکہ مہرش مے رساند تا سما ❖ میکند چوں ماہِ تاباں در صفا
وہ کہ جس کی محبت آدمی کو آسمان تک پہنچاتی ہے اور صفائی میں چمکتے ہوئے چاند کی طرح بنا دیتی ہے

(روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۷)

کی زبان سے خدا نے اس دور کے لئے اتارا ہے۔ بعض لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے مالی حصہ کو ہی تحریک جدید سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُنیس[19] شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

یوں تو تحریک جدید کی ہر شاخ ہی اہم اور آج کے دجالی دھندلکوں کے خلاف روشن سے روشن تر ہونیوالا افق ہیں۔ لیکن اس وقت میرے مدنظر صرف ایک شاخ ہے اور وہ ہے کہ حلف الفضول جیسے معاہدے کئے جائیں۔ حلف الفضول دراصل اس معاہدے کا نام ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوّت سے پہلے قریش کے چند سرداروں سے مل کر کیا۔ اس میں تین اشخاص کے ناموں میں فضل آتا ہے۔ اس لئے معاہدے کا نام ہی حلف الفضول رکھ دیا گیا۔ اس معاہدے کا مقصد تھا کہ اس کے ممبران مظلوموں کا حق دلانے کے لئے کوشش کریں گے۔

یہ معاہدہ دعویٰ نبوّت سے پہلے کا تھا۔ بعد میں جبکہ کفارِ مکہ آپؐ کی جان کے دشمن ہو چکے تھے۔ لیکن پھر بھی جب کسی مظلوم نے آپؐ کو آواز دی۔ آپؐ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ جاتے اور مظلوم کو اس کا حق دلواتے۔ ایسے ہی ایک دفعہ ایک بدّو کا حق دلوانے کے لئے ابوجہل کے گھر بھی پہنچ گئے اور اس شریر سے باوجود تمام خطرات کے قرضہ واپس لے کر دیا۔ یہ ہے وہ عظیم معاہدہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا کیا اور اُس NON ESTABLISH دور میں اس پر عمل کر کے آنے والوں کے لئے مشعل ہدایت روشن کر دی اور اب حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسے ہی جانثاروں کے طالب ہیں جو ہر جگہ ہر وقت ہر فورم پر اپنی اپنی بساط کے مطابق مظلوموں کا حق دلوانے کے لئے بے چین نظر آتے ہوں۔ خودغرضی کے اس طوفان میں ایسے معمارانِ قوم کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جو ذات، قوم، ملک، برادری سے بلند ہو کر انسانی حقوق کے لئے سرگرم ہو جائیں۔ الحمدُ لِلّٰہ جماعت احمدیہ کی پوری تاریخ اس کی زندہ مثال ہے۔ شُدھی کی تحریک ہو یا قیام پاکستان، فلسطین و بوسنیا کی بات ہو یا عراق امریکہ کی جنگ۔ جماعت احمدیہ (امامت) کے سایہ میں ہر جگہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ مستانہ لگاتی نظر آتی ہے۔

تحریک جدید کی یہ اکیلی شاخ ہی اپنے اندر آفاقی وسعتیں لئے ہوئے ہے۔ اس کے سب پہلوؤں کو بیان کرنا ممکن بھی نہیں اور اس وقت مدنظر بھی نہیں۔ زیرِ نظر

بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور اقدس ..... کی طرف سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب .... کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ گیا۔ میں نے جب یہ خط مولوی امام الدین صاحب .... کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیعت کرنے میں جلدی کی ہے۔ مناسب ہوتا اگر آپ تسلی کے لئے پوری پوری تحقیق کر لیتے۔ میں نے کہا میری تسلی تو خدا کے فضل سے ہو گئی ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب ..... نے وہ رسالہ رسائل جو حضور اقدس نے قادیان سے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھنا شروع کر دیئے اور ان رسالوں کے مطالعہ سے مولوی صاحب ..... کو تو اس وقت فائدہ ہوا یا نہیں مگر مجھے ان کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میں ایک تاریک دنیا سے نکل کر روشنی میں آگیا ہوں۔

قادیان میں دستی بیعت :- آخر مولوی صاحب کو بھی خدا تعالیٰ نے حضور اقدس .... کی کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت بخشی اور آپ ۱۸۹۹ء میں میرے ساتھ حضور اقدس .... کی دستی بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔

.... ایک عجیب نشان

جب میں اور مولوی امام الدین صاحب ..... قادیان مقدس پہنچے اور (البیت) مبارک پر جانے کے لئے اس کے اندرونی زینہ پر چڑھنے لگے تو میں وہیں کھڑے کھڑے حضور اقدس ..... کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نذرانہ کی رقم نکالنے لگ گیا اور مولوی صاحب ..... اتنی دیر میں ..... جا پہنچے۔ حضور اقدس نے مولوی صاحب کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہی فرمایا :-

"وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آرہا تھا اُس کو بلاؤ۔"

چنانچہ مولوی صاحب واپس لوٹے اور زینہ پر آکر کہنے لگے۔ میاں غلام رسول آپ کو حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی حضور کی خدمتِ عالیہ میں جا پہنچا اور جب مصافحہ اور دیدارِ مسیح سے مشرف ہوا تو اس وقت مجھ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ساختہ حضور کے قدموں پر گر گیا۔ اور روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔ حضور انور اس وقت نہایت ہی شفقت سے میرے سر اور میری پیٹھ پر دستِ مسیحائی پھیرتے جاتے تھے اور مجھے دلاسا دیئے جاتے تھے۔ جب میری طبیعت کچھ سنبھلی تو میں نے اپنے سرِ نیاز کو حضور کے پائے عالی سے اٹھایا۔ اور مولوی امام الدین صاحب ...... اور بعض دیگر اصحاب کی معیت میں حضور کے دستِ بیعت سے شاد کام ہوا۔ اس دوران یہ عجیب واقعہ رونما ہوا۔

باقی صـ ۳۶ پر

مضمون میں صرف ایک پہلو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا دربار مبارک لگا ہوا تھا۔ ایک سائل آیا۔ سوال کیا تو آپؐ نے بجائے کچھ خود ہی دینے کے فرمایا اِشْفَعُوا فَلْتُوجَرُوا۔ مطلب یہ کہ ایک مظلوم شخص ہے۔ غربت کا مارا ہوا ہے۔ اس پر کیا حوادث زمانہ گزرے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ کم علمی یا کم فصیح اللسان ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر واضح نہ کر سکے اور تم میں سے جو اس کے حالات کا علم رکھتا ہو مجھے بتائے اور اس کا معاملہ اچھی طرح سے پیش کرے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا حق دلوانے کی وجہ سے اللہ کے حضور تم بھی اجر کے مستحق ہو جاؤ گے۔

معاہدہ حلف الفضول اور حضور کا یہ فرمان ہمارے لئے سوچ کے بہت سے در کھول جاتا ہے۔ تحریک جدید کے مجاہدین کو تحریک جدید کی اس شاخ میں کام کرنے کے لئے خاکسار مثالوں سے بات واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ جس دفتر میں ہوں۔ جس پوسٹ پر ہوں تو وہاں حقدار کا حق دبانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر ممبر نہ بھی ہوں تو بھی پتہ چلنے پر متعلقہ افسر تک پہنچ کر حق دلانے کی پوری کوشش کریں۔

بعض ایسے نیک دل افسران بھی دیکھے گئے کہ جب ان کے پاس کوئی جائز حقدار پہنچتا ہے اور تعلیمی قابلیت دکھا کر جائز مدد کا طالب ہوتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں۔ بیٹا سفارش جیسا بُرا کام میں نہیں کرتا۔ اگر آپ کی قسمت میں ہوئی تو نوکری آپ کو مل جائے گی۔ آپ خود کوشش کر کے دیکھ لیں۔ یہ سراسر غلط اور معاہدہ حلف الفضول کے خلاف ہے۔ منع تو غلط سفارش اور اقربا پروری ہے ورنہ اِشْفَعُوا فَلْتُوجَرُوا کا واضح حکم انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ اٹھیں۔ متعلقہ جگہ پر جائیں اور اس کیس کو مناسب طریقہ سے پیش کریں۔ پھر وطن عزیز میں آجکل اکثر کمپنیاں چند ٹیکسوں سے بچنے کے لئے اخبار میں نوکریوں کے اشتہار نہیں دیتیں۔ اس وجہ سے سیکرٹری تحریک جدید کا خاص طور پر یہ کام بھی بنتا ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے حالات سے باخبر رہے۔

ایسے ہی میٹرک کے بعد بہت سے سٹوڈنٹس اپنے ذہن اور نمبروں کے مطابق یہ نہیں جانتے کہ انہیں کس لائن میں جانا ہے۔ نتیجۃً ہمارے ملک میں ایسی تعلیم فروغ پا رہی ہے جو ٹیکنیکل لائنوں کی بجائے صرف مزدور پیدا کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں خدام الاحمدیہ پاکستان کا ایک پمفلٹ دیکھنے میں آیا۔ اسے سیکرٹری تحریک جدید کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ بعض ایسے

باقی صہ ۳۶ پر

تحریکِ جدید

ایک تحریک جو حل ہے اکیسویں صدی کی مایوسیوں کا

محترم اصغر بھٹی صاحب ۔ مانسہرہ

بیسویں صدی کا اختتام اور اکیسویں صدی کا آغاز عجیب بے ہنگم انداز میں ہو رہا ہے۔ انفرادی اور قومی دونوں پلیٹ فارموں پر اپنے اپنے حقوق حاصل کرنے اور دوسروں کے حقوق دبانے کیلئے ایک عجیب جنگ جاری ہے۔

ایسے شور شرابے میں عالمی اُفق پر ایک بھی ایسی قوم نظر نہیں آتی جو ہر مظلوم کا حق دلوانے کے لئے سینہ سپر ہونے والی ہو۔ عالمی فورم میں کشمیر، بوسنیا، فلسطین، چیچنیا کے ہزاروں لاکھوں قتل اور بلکتے بچے ہوں تو صرف قرارداد مذمت اور عراق اپنی فوج ۱۰ فٹ آگے پیچھے کر دے تو سینکڑوں لڑاکا طیارے، بیڑے اور ہر طرح سے قیامت بپا کرنے کے اعلانات و انتظامات نظر آنے لگتے ہیں۔ اور تو اور اقوام متحدہ میں ہی یہ روح فرسا منظر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی قوم کسی قرارداد کو غلط سمجھتی ہے تو بجائے آواز اٹھانے کے غیر جانبدار ہو کر ووٹنگ میں ہی حصہ نہیں لیتی۔ عراق کے خلاف روس اور چین نے ایسی ہی بُری مثال قائم کی۔ خود غرضی کا آتش فشاں پوری طرح سے دہک رہا ہے۔ اور اسی پس منظر میں تحریک جدید کا ۶۱ واں سال اختتام کو پذیر ہو چکا ہے۔

حضرت فضل عمر (خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے) کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ایک عجیب النسانی طاقتوں سے بالا تحریک کا آغاز کیا اور یہ جوں جوں آگے بڑھ رہی ہے (دین حق) کی ترقیات کو دامن میں لئے بین الاقوامی اور انفرادی مایوسیوں اور خود غرض اقتصادی امتیازی بدسلوکیوں کے خلاف ایک تعویذ کا درجہ اختیار کرتی جا رہی ہے۔

تحریک جدید اُنیس ۱۹ شاخوں پر مشتمل ایک مکمل چارٹرڈ کا نام ہے۔ جو حضرت مصلح موعود ...

اگرچہ بہ ظاہر خمیدہ کمر ہو
مگر عقل و دانش کے تم اک گہر ہو
تمہی سارے عالم کے بس راہبر ہو
جوانانِ عالم کے تم تاجِ سر ہو
نرالی تمہاری ہے شان اللہ اللہ
جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ

صوفی محمد اسحٰق ۔ ربوہ

بقیہ: تحریک جدید

دوست بھی نظر آئے ہیں جن کے پاس رقم ہوتی ہے لیکن مناسب طور پر انویسٹ کرنے نہیں
آتے ۔ کیونکہ کوئی تاجر اپنا راز دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں ۔ اس سلسلے میں پہلے سے
قائم صنعت و تجارت کو تیز کرنے کی ضرورت ہے ۔
زندگی کے بے شمار شعبے ہیں اور ہر ایک میں خود غرضی برتی جا رہی ہے ۔ خواہ وہ حق کی
صورت میں ہو یا معلومات کی صورت میں ۔ حضور انور نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ پاکستان
میں اگر کسی ڈاکٹر کے پاس کوئی خاص نسخہ ہو تو کبھی نہیں بتاتا ۔ جبکہ مغربی اقوام نے ایسے
خاص نسخوں کو عام کر کے ترقی کر لی ہے ۔ اس لئے سیکرٹری تحریک جدید پر بڑی بھاری
ذمہ داری ہے کہ وہ تحریک جدید کے اس پہلو کو بھی اجاگر کرے اور خود بھی کمربستہ اور
لیس ہو اور ایسے مجاہدین تیار کرے جو انفرادی سطح پر ہر جگہ بلا امتیاز کسی تعلق داری کے
جہاں حقوق غصب ہو رہے ہوں آواز اٹھانے والے ہوں اور ایسے افراد سے ایسے معاشرے
پیدا ہوتے ہیں جو ہر ظلم کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتے ہیں ۔

بقیہ: "میری بیعت کی تقریب"

کہ حضور اقدس نے مجھے دیکھے بغیر ہی اور مولوی امام الدین صاحب ..... سے بے پوچھے ہی ارشاد
فرمادیا کہ مولوی صاحب وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آ رہا تھا اس کو بلاؤ ۔ یقیناً یہ بات حضور اقدس
..... کے متعلق لِاَنَّہٗ یَرٰی بِنُوْرِ اللّٰہِ کی ایک دلیل ہے ۔ اور میرے لئے ایک نشان ہے ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنِیْ بِلِقَائِہٖ وَ نُوْرِہٖ ۔"
(حیاتِ قدسی حصہ اوّل صفحہ ۱۷ تا ۲۰)
